Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۲۶

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم اتوار

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے

جلد ۶۶/۳۱	۳ شوال ۱۳۹۷ھ ۱۸ تبوک ۱۳۵۶ہش ۱۸ ستمبر ۱۹۷۷ء	نمبر ۲۰۹

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۸ تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت وعافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے، ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

مرکزِ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ میں عید الفطر کی مبارک و مقدس اسلامی تقریب

نمازِ عید سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا

ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے ہوئے اس یقین پر قائم ہیں کہ غلبۂ اسلام کا مبارک دن ضرور طلوع ہو کر رہے گا

مہدئ موعود کا یہ زمانہ جو ایک ہزار سال تک ممتد ہے ہمارے لئے نیکی اور تقویٰ میں ترقی کرنے کا زمانہ ہے

پوری کوشش کرو اور دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی غیر محدود نعماء اور اپنی رضا کی جنت کا وارث بنائے

ربوہ — یکم شوال ۱۳۹۷ھ (مطابق ۱۶ تبوک ۱۳۵۶ہش و ۱۶ ستمبر ۱۹۷۷ء) بروز جمعۃ المبارک۔ آج مرکزِ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ میں عید الفطر کی نہایت مبارک ومقدس اسلامی تقریب سادہ اور پُروقار طریق پر اللہ تعالیٰ کے حضور متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ منائی گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر نمازِ عید پڑھائی اور پھر ایک نہایت ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضور نے جماعتِ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور رحمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان فضلوں کو دیکھتے ہوئے ہم یہ امید بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کے باوجود اس عید کو بھی ہمارے لئے مبارک کرے گا اور ماہِ رمضان میں ہمیں جو تھوڑی بہت عبادت کرنے اور دعائیں مانگنے کی توفیق ملی ہے اسے جاری رکھنے کی ہمیں توفیق دے گا اور اس کے نتیجہ میں ہماری حقیر مساعی کو نوازتے ہوئے جلد وہ دن دکھلائے گا جبکہ ہمیں ہمارے مقصدِ عظیم میں کامیاب کرتے ہوئے ساری دنیا کو سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک جھنڈے تلے جمع کر دے گا اور ہمارا قدم شاہراہِ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔

نمازِ عید الفطر میں اہلِ ربوہ نے ہزاروں کی تعداد میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ مقامی مردوں، عورتوں اور بچوں کے علاوہ بہت سے بیرونی مقامات سے بھی احباب اس موقعہ پر تشریف لائے ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ مسجد اقصیٰ اپنی غیر معمولی وسعت کے باوجود نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ صبح پونے نو بجے مسجد میں تشریف لے آئے۔ چونکہ ابھی لوگ بکثرت آ رہے تھے اس لئے کچھ انتظار اور توقف کے بعد آٹھ بجکر ۵۵ منٹ پر نمازِ عید شروع ہوئی۔ نماز کے بعد حضور نے تشہد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔

سب سے پہلے حضور نے فرمایا آپ سب بھائیوں اور بہنوں کے لئے جو اِس مسجد میں نمازِ عید کے لئے جمع ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ اس عید کو مبارک کرے اور ان تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں کے لئے بھی اسے مبارک کرے جو دنیا کے کونے کونے میں آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام نوعِ انسانی کے لئے بھی اس دن کو مبارک کرے اور ان کے لئے ایسے حالات پیدا کرے کہ وہ بھی حقیقی خوشی کا دن دیکھ سکیں۔ آمین

اس کے بعد حضور نے فرمایا ہم جو احمدی مسلمان ہیں ہماری زندگیوں کی بنیاد اس امر پر قائم ہے کہ ہم اپنے ربِ کریم کا خوف بھی دل میں رکھتے ہیں اور رجاء اور امید بھی۔ خوف ان معنوں میں نہیں جیسے انسان شیر یا سانپ سے خوف کھاتا اور ڈرتا ہے بلکہ اس معنے میں کہ ہمارا محبوب خدا ہماری کسی غلطی یا کمزوری کی وجہ سے ہم سے کبھی ناراض نہ ہو جائے اور ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اس کی ناراضگی کے ہر کام سے دُور رہتے ہوئے اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کی توفیق پائیں۔ دوسرا تعلق ہمارا اپنے خدا سے امید کی بنیاد پر قائم ہے۔ قرآن کریم نے مومنوں کو امید دلانے کے لئے جو اعلانات کئے مثلاً لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (زمر:۵۴)

(باقی دیکھیں صفحہ ۶ پر)

ربوہ ۱۶ تبوک۔ آج یکم شوال ۱۳۹۷ھ بروز عید الفطر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ جمعہ حسبِ معمول ایک بجے بعد دوپہر مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے بتایا کہ مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ہر چھوٹے بڑے عمل سے پہلے دعا کرے اور خدا سے مدد کا طلب گار ہو۔

حضور نے فرمایا انسان روزانہ مختلف قسم کے کام کرتا ہے جن میں سے بعض بڑے ہوتے ہیں اور بعض چھوٹے اور معمولی۔ دراصل انسانی زندگی نام ہی مسلسل عمل اور جدوجہد کا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں یہ سکھایا اور بتایا ہے کہ تم اپنے ہر چھوٹے بڑے کام کے لئے پہلے مجھ سے دعا کے ذریعے مدد طلب کیا کرو تاکہ وہ کام تمہارے لئے بابرکت ہو۔

فرمایا سب سے بڑا اور اہم کام ایک مومن کے لئے تو یہ ہے کہ خدا کی آخری پاک کتاب یعنی قرآن پاک کو پڑھے اس پر غور و تدبر کرے اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے بھی جو کہ سراسر برکت ہے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ اس کی تلاوت سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھ لیا کرو۔ جب ایک مقدس ترین کام کے آغاز کے لئے بھی خدا سے دعا طلب کرنا ضروری ہے تو خود اندازہ لگاؤ کہ ہم اپنے باقی اعمال کے لئے کس قدر دعاؤں کے محتاج ہیں۔

حضور نے فرمایا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے دراصل تدبیر بھی ایک دعا ہے اور دعا بھی ایک تدبیر ہے۔ ہمارے ہر کام کا آغاز دعا کی تدبیر سے ہونا چاہیئے۔ اس سلسلے میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت ایمان افروز حوالہ پڑھ کر سنایا جس میں حضور نے بتایا ہے کہ ایک طالبِ صادق کی روح تو بلا تصنع ہر وقت آسمانی مدد کی محتاج ہوتی ہے، وہ خدا کی صفت رحمانیت اور رحیمیت کے جلووں کو دیکھ کر

(باقی صفحہ ۶ پر)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۱۸ تبوک ۱۳۵۶ ہش
۱۸ ستمبر ۱۹۷۷ء

سب دنوں سے بڑھ کر خوشی کا دن

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ہم نے یکم شوال کو عید منائی ہے۔ یہ عید ہر سال رمضان کے بابرکت مہینے کی مخصوص عبادات بجا لانے کی توفیق عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی غرض سے منائی جاتی ہے۔ حقیقی عید انہی کی ہے جنہوں نے اس ماہِ مبارک کے روزے رکھ کر اور اس کی مخصوص عبادات بجا لا کر اللہ تعالیٰ کے فضل کو اس رنگ میں جذب کیا کہ خدا تعالیٰ خود ان کے اس مجاہدہ کی جزا بن گیا اور اس نے انہیں قبولیت کی علامت کے طور پر رؤیائے صادقہ اور کشوف کے ذریعہ بشارتوں سے نوازا اور اطمینان و سکینت کی دولتِ بیش بہا سے انہیں مالا مال کیا اور وہ بفضلِ اللہ تعالیٰ حسبِ استعداد اس آیۂ کریمہ کے مصداق بننے میں کامیاب رہے کہ:۔

"اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝" (حٰم السجدہ آیات ۳۱ تا ۳۳)

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے سیدھی راہ پر لگے رہے ان پر فرشتے اُتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور اس (جنت) میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تمہیں دیا جائے گا یہ بخشنے والے اور بے انتہا کرم کرنے والے خدا کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہوگا۔

وہ لوگ جنہیں اس رنگ میں رمضان کا بابرکت مہینہ گزارنے کی توفیق ملی کہ انہیں اپنی اپنی استعداد کے مطابق رحمتِ خداوندی کا ترشح اپنے وجودوں میں محسوس کرنے اور قبولیت کے آثار مشاہدہ کرنے کی غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی بلاشبہ خدا تعالیٰ کے خوش بخت و خوش نصیب بندے ہیں اور ان کی یہ خوش بختی و خوش نصیبی رشک کے قابل ہے۔ انہوں نے رمضان کی حقیقت کو سمجھا اور اپنی اپنی استعداد، اہلیت اور طاقت کے مطابق اس سے استفادہ کرنے کی کوشش کی اور علیٰ قدرِ مراتب اس کی عظیم الشان برکات اور حقیقی عید منانے کے استحقاق سے بہرہ ور ہوئے۔

اب رہے وہ لوگ جو اپنی سستی اور غفلت کی وجہ سے رمضان کے بابرکت مہینے سے استفادہ نہیں کر سکے ان کی محرومی قابلِ افسوس تو ضرور ہے لیکن اگر ان کے اندر ندامت کا سچا احساس موجود ہے تو ان کے لئے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ان کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا دن رکھا ہوا ہے اگر وہ اس دن کو پانے میں کوشاں ہو جائیں تو وہ ان کے لئے عید سے بھی بڑھ کر مبارک ثابت ہو سکتا ہے۔ رمضان کو اللہ تعالیٰ نے غایت درجہ بابرکت تو بنایا ہے اور بے شمار برکتوں کو اس کے ساتھ مخصوص کیا ہے لیکن اس نے اپنے افضال و انعامات کو رمضان کے دنوں تک محدود نہیں رکھا۔ اسی لئے رمضان کے روزوں اور ان کی مخصوص عبادات کے حق میں ایک حدیثِ قدسی کی رو سے اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا ہے کہ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ لیکن تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ کی بشارت کا جو اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ کی تشریح پر مشتمل ہے قرآن میں ذکر کرتے ہوئے اس عظیم الشان فضل اور انعام کو صرف اور صرف رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں کیا بلکہ اسے دنوں کی تخصیص سے آزاد رکھا ہے۔ یہ اس لئے کہ یہ انعام رمضان کے بعد بھی انفرادی طور پر ہر انسان کو عطا ہو سکتا ہے یعنی کسی شخص کو کسی دن اور کسی اور شخص کو کسی اور دن۔ وہ دن کہ جس کی مبارک ساعتوں میں کوئی انسان اس انعام کے حصول کی اہلیت سے بہرہ ور ہوتا ہے وہ اس کی توبہ کا دن ہے اور وہ تلافیٔ مافات کی حقیقی تڑپ رکھنے والے ہر انسان کو رمضان کے بعد بھی میسر آ سکتا ہے۔

سچی توبہ جب بھی انسان کو اس کی توفیق ملے انسان کو اسی انعام کا مستحق بنا دیتی ہے جو رمضان کو اس کی پوری شرائط کے ساتھ گزارنے والے حقیقی مومنوں کو میسر آتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سچی توبہ کے عظیم الشان ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ" (التحریم آیت: ۹)

ترجمہ:۔ اے مومنو توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف خالص طور پر رجوع کرو (یعنی منافقت کی کوئی ملاوٹ نہ ہو) کوئی تعجب نہیں کہ تمہارا رب تمہاری بدیوں کو مٹا دے اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

سچی توبہ کی اس اہمیت اور اس کے عظیم الشان ثمرات کی وجہ سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دن کو کہ جب کسی انسان کو سچی توبہ کی توفیق نصیب ہو جمعہ اور عیدین سے بڑھ کر مبارک دن قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک دن ان سب (یعنی جمعہ اور عیدین) سے بھی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش۔ ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پرواہ کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لئے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا اور لوگ اسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کون سا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے؟ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس دن وہ بداعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضبِ الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضبِ الٰہی سے نجات دیدے۔ توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اب اس کے فضل سے اس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دور کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے۔ اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے ورنہ نری توبہ اور لفظ کی تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بدکرتوتوں سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے سچا عہدِ صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں تیار ہو رہا تھا بچایا جاوے گا۔ اور اس طرح وہ، وہ چیز پا لیتا ہے جس کی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹)

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے مہینہ کو عظیم الشان برکتوں اور رحمتوں سے معمور کیا ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس ماہ مبارک میں روزے رکھ کر اور اس کی دیگر مخصوص عبادات بجا لا کر ان برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پایا اور خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کے وہ وارث قرار پائے لیکن رمضان کے بعد بھی ان برکتوں اور رحمتوں کا مورد بننے کی اللہ تعالیٰ نے ایک راہ کھلی رکھی ہے اور جو کبھی بھی بند نہیں ہوتی وہ ہے اس دن کی تلاش جس میں انسان کو سچی توبہ کرنے کی توفیق ملتی ہے اور جس کے نتیجہ میں توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کو اپنے اوپر نازل ہوتے ہوئے محسوس کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوم توبہ کو سب دنوں سے بڑھ کر خوشی اور عید کا دن قرار دیا ہے۔

نظامِ آسمانی کی مخالفت اور اس کا انجام

(مکرم نذیر احمد صاحب خادم۔ گوٹھ مولوی عبدالسلام عمر۔ ضلع نواب شاہ)

اللہ تعالیٰ نے جب سے بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء و رسل، مامورین و مجددین اور ہادی بھیجنے کا مبارک سلسلہ شروع فرمایا۔ اسی وقت سے ندائے آسمانی کو جھٹلانے، پیغامِ ربانی کو دبانے اور نورِ رحمانی کو بجھانے کے لئے شیطانی طاقتیں حق کی مخالفت پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتی چلی آئی ہیں ـــــ اہلِ حق سے تمسخر، اُن کو مارنے پیٹنے، قتل کرنے، اُن کے گھر بار اور اموال و املاک کو لُوٹنے، جلانے اور اُنہیں اُن کے گھروں، بستیوں، شہروں اور ملکوں سے نکالنے اور جھوٹی افواہوں کے ذریعہ اُنہیں ورغلانے، راہِ حق سے ہٹانے اور ہر طرح کا بائیکاٹ کر کے اُن پر عرصۂ حیات تنگ کر دینا طاغوتی طاقتوں کا شیوہ رہا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس شخص کی ہوتی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں کی۔ پھر اُن کی جو ایمان کے لحاظ سے اُن سے قریب تر ہوں اور پھر اُن کی جو اُن سے قریب ہوں۔ پھر فرمایا کہ ہر شخص کی آزمائش اُس کے دین کے مطابق ہوتی ہے۔ جو شخص دین میں پختہ ہوتا ہے اُس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور جو دین میں کمزور ہوتا ہے اس کی آزمائش ہلکی ہوتی ہے اور آزمائش کا یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہتا ہے کہ اُس شخص پر گناہ کا کوئی اثر نہیں رہ جاتا۔ (مشکوٰۃ)

پس دین و ایمان میں کسی شخص کا مرتبہ جتنا زیادہ بلند ہوتا ہے منکرین و مخالفین سے وہ اُسی قدر زیادہ ستایا اور دُکھ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں کہ راہِ خدا میں مَیں اس قدر ستایا گیا کہ کبھی کوئی انسان اتنا نہیں ستایا گیا اور ہم پر تیس دن اور راتیں ایسی گزریں کہ میرے اور بلالؓ کے کھانے کے لئے ایسی کوئی چیز موجود نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس تھوڑے سے توشے کے جو بلالؓ کی بغل میں تھا۔ (ترمذی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہؓ پر کفار کی طرف سے توڑے جانے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خباب بن ارتؓ بیان کرتے ہیں کہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے سائے میں سر کے نیچے چادر رکھے آرام فرما رہے تھے کہ ہم آپؐ کے حضور میں حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ ہمارے لئے اللہ سے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے اور اس ظلم کے خاتمے کی دُعا نہیں فرماتے؟ یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ اُن میں سے بعض کے لئے گڑھا کھود کر اُسے اس گڑھے میں گاڑ دیا جاتا اور پھر آرے سے اُس کے جسم کو چیرا جاتا پھر بھی وہ اپنے دین کو نہ چھوڑتا اور اُس کے جسم میں لوہے کے کنگھے چبھوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پٹھوں تک پہنچ جاتے مگر وہ اللہ کا بندہ حق سے مُنہ نہ موڑتا۔ قسم ہے خدا کی یہ دین غالب ہو کر رہے گا یہاں تک کہ سوار صنعاء (یمن کے دار الخلافہ) سے حضر موت تک سفر کرے گا اور راستے میں خدا کے سوا اُس کو کسی کا خوف نہ ہوگا البتہ چرواہوں کو صرف بھیڑیوں کا خوف رہے گا کہ کہیں کوئی بکری نہ اُٹھا لے جائیں۔ لیکن افسوس کہ تم جلد بازی سے کام لے رہے ہو" (بخاری)

اِن ارشاداتِ رسولؐ سے ظاہر ہے کہ اہلِ ایمان کی آزمائش ضرور ہوتی ہے اور حسبِ مراتب اُن پر مصائب و مشکلات وارد ہوتے ہیں لیکن سچے مومن جو ثباتِ قدم دکھاتے اور تمام قسم کے مظالم کو صبر و ہمت اور استقلال سے جھیل جاتے ہیں وہ فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوتے اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک قابلِ فخر اور قابلِ تقلید مثال قائم کر جاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں قبولِ حق کے بعد آنے والی تکالیف، ابتلاؤں اور ایذاؤں پر صبر و ثبات دکھانے والوں کو فتح و ظفر، نصرتِ حق اور اجرِ عظیم کی بشارت دی گئی ہے اور یہ حقیقت ذہن نشین کروائی گئی ہے کہ ایمان اور ابتلاؤں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ چنانچہ چند آیاتِ قرآنی کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱) "اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک (سے) اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی (کے ذریعہ) سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسولؐ!) تو (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دے جن پر جب (بھی) کوئی مصیبت آئے (گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم (تو) اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف لَوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اُن کے ربّ کی طرف سے برکتیں (نازل ہوتی) ہیں اور رحمت (بھی) اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

(البقرہ ع ۱۹)

(۲) "ہائے افسوس (انکار کی طرف مائل) بندوں پر کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اُس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔

(یٰسٓ آیت ۳۰)

(۳) "کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ ابھی تم پر اُن لوگوں کی (سی تکلیف کی) حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ اُنہیں تنگی (بھی) پہنچی اور تکلیف (بھی) اور اُنہیں خوب خوف دلایا گیا تاکہ (اُس وقت کا) رسول اور اس کے ساتھ (کے) ایمان والے کہہ اُٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ یاد رکھو! اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے۔"

(البقرہ: ۲۱۴)

(۴) "کیا (اس زمانہ کے) لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں (کافی ہوگا) اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا حالانکہ جو لوگ) ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کو ہم نے آزمایا تھا (اور اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا) سو اللہ ظاہر کر دے گا جنہوں نے سچ بولا اور اُن کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا۔"

(العنکبوت: ۲، ۳)

(۵) "اور تجھ سے پہلے رسولوں کو بھی یقیناً جھٹلایا جا چکا ہے۔ پھر باوجود اس کے کہ اُنہیں جھٹلایا گیا اور اُنہیں تکلیف دی گئی وہ صبر کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد آ گئی۔"

(الانعام: ۳۴)

(۶) "اور (یاد کرو) جب کہ تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے تھے کہ لوگ تم کو اُچک کر نہ لے جائیں۔ پھر باوجود اس کے اُس نے تم کو (مدینہ میں) جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور پاک چیزوں سے تمہیں رزق بخشا تاکہ تم شکر کرو۔"

(الانفال: ۲۶)

(۷) "کیا تم نے (یہ) سمجھ لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جو مجاہد ہیں ظاہر نہیں کیا اور نہ اُنہیں جو صابر ہیں ابھی اُس نے ظاہر کیا ہے۔"

(آلِ عمران: ۱۴۲)

(۸) اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۝

(حٰمٓ السجدۃ: ۳۱)

اس آٹھویں نمبر پر مندرج آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:۔

"یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا رب اللہ ہے اور باطل خداؤں سے الگ ہو گئے پھر استقامت اختیار کی یعنی طرح طرح کی آزمائشوں اور بلا کے وقت ثابت قدم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غمگین ہو اور خوش ہو اور خوشی میں بھر جاؤ کہ تم اس خوشی کے وارث ہو گئے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ ہم اس دُنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔

اس جگہ ان کلمات سے یہ اشارہ فرمایا کہ استقامت سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے۔

کمالِ استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرضِ خطر میں پاویں اور کوئی تسلی دینے والی بات موجود نہ ہو یہاں تک کہ خدا تعالیٰ بھی امتحان کے طور پر تسلی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو بند کر دے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے اُس وقت نامردی نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں۔ صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں۔ ذلت پر خوش ہو جائیں موت پر راضی ہو جائیں اور ثابت قدمی کے لئے کسی دوسرے دوست کا انتظار نہ کریں کہ وہ سہارا دے۔ نہ اس وقت خدا کی بشارتوں کے طالب ہوں کہ وقت نازک ہے اور باوجود سراسر بے کس اور کمزور ہونے کے اور کسی تسلی کے نہ پانے کے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور ہرچہ بادا باد کہہ کر گردن کو آگے رکھ دیں اور قضا و قدر کے آگے دم نہ ماریں اور ہرگز بے قراری اور جزع فزع نہ دکھلاویں جب تک کہ آزمائش کا حق پورا ہو جائے۔ یہی استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی رسولوں اور نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی خاک سے اب تک خوشبو آ رہی ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلشانہٗ اس دعا میں اشارہ فرماتا ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں استقامت کی راہ دکھا۔ وہی راہ جس پر تیرا انعام اکرام مترتب ہوتا ہے اور تو راضی ہو جاتا ہے اور اسی کی طرف اس دوسری آیت میں اشارہ فرمایا

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝

(الاعراف: ۱۲۷)

اے خدا! اس مصیبت میں ہمارے دل پر سکینت نازل کر جس سے صبر آجائے اور ایسا کر کہ ہماری موت اسلام پر ہو۔ جاننا چاہیئے کہ دُکھوں اور مصیبتوں کے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے دل پر ایک نور اُتارتا ہے جس سے وہ قوت پاکر نہایت اطمینان سے مصیبت کا مقابلہ کرتے ہیں اور حلاوتِ ایمانی سے ان زنجیروں کو بوسہ دیتے ہیں جو اس کی راہ میں اُن کے پیروں میں پڑیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۶)

(۲) "یعنی جو لوگ خدا پر ایمان لاکر پُوری پُوری استقامت اختیار کرتے ہیں۔ اُن پر خدا تعالیٰ کے فرشتے اُترتے ہیں اور یہ الہام اُن کو کرتے ہیں کہ تم کچھ خوف اور غم نہ کرو۔ تمہارے لئے وہ بہشت ہے جس کے بارے میں تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ سو اس آیت میں بھی صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نیک بندے غم اور خوف کے وقت خدا سے الہام پاتے ہیں اور فرشتے اُتر کر اُن کی تسلی کرتے ہیں۔"

(ایضاً صفحہ ۱۷۸)

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ (بخاری)

کہ اللہ جلشانہٗ جس شخص کیلئے خیر و برکت اور بھلائی چاہتا ہے اُسے مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

نیز حضور اکرمؐ فرماتے ہیں:-

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاھُمْ۔

(ترمذی)

کہ اللہ جلشانہٗ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائشوں کے دور سے گزارتا ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی آیات اور احادیث سے یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ اہل حق کو مخالفتوں کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے لیکن ان مخالفتوں، ابتلاؤں اور آزمائشوں میں جماعت مومنین کمزور نہیں ہوتی بلکہ اُن کے ایمان پہلے سے زیادہ پختہ اور اُن کی تنظیم پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ کفار اور مخالفین حق جماعتِ مومنین کو مٹانے اور تباہ کرنے کے لئے جو منصوبے بناتے اور لشکر کشی کرتے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اپنے مامور کے ذریعہ ان کو پہلے سے بتا چکا ہوتا ہے اور انہیں اس مخالفت کے انجام سے بھی آگاہ فرما چکا ہوتا ہے کہ نتیجہ بالآخر اہلِ حق کی فتحیابی اور منکرین کی ناکامی و نامرادی کی صورت میں ظاہر ہوگا اس لئے ایسے نازک موقعوں پر جب جماعتِ مومنین کو مختلف لوگ یہ اطلاعات دیتے ہیں کہ تمہیں مٹانے کے لئے دشمن یہ منصوبے تیار کر رہا ہے تو وہ بالکل خوفزدہ نہیں ہوتے بلکہ کامل اطمینان سے انہیں جواب دیتے ہیں کہ یہ تو ہمارے رب کے بتائے ہوئے وعدے پُورے ہو رہے ہیں یہ ہمارے لئے کوئی نئی خبر نہیں جو تم لائے ہو۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:-

"چنانچہ (دیکھو) جب حقیقی مومنوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو وہی (لشکر) ہیں جن کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے بالکل سچ بولا تھا اور اُن کو اس واقعہ نے ایمان اور اطاعت میں ہی بڑھایا (کمزور نہیں کیا)"

(الاحزاب: ۲۲)

؎ صادق آں باشد کہ ایامِ بلا
مے گزارد با محبت باوفا
گر قضا را عاشقے گردد اسیر
بوسہ آں زنجیر را کز آشنا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ الفرقان آیت ۳۲

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ط وَکَفٰی بِرَبِّکَ ھَادِیًا وَّنَصِیْرًا ۝ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"آج تک دنیا میں کوئی بھی نبی ایسا نہیں آیا جس کی مخالفت نہ کی گئی ہو اور جس کو تباہ کرنے کے لئے دشمنوں نے ایڑی چوٹی کا زور نہ لگایا ہو۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ ہر قسم کی مخالفت کے باوجود آخر یہی نتیجہ نکلا کہ نبی اور اس کے ماننے والے جیتے اور مخالفت کرنے والے خواہ وہ کتنی بڑی طاقتوں کے مالک تھے تباہ اور برباد ہوئے۔ یہ ایک ایسا کلیہ ہے جس کے خلاف ہمیں دنیا میں کوئی نظیر نظر نہیں آتی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آدمؑ اپنے دشمنوں پر غالب نہ آیا ہو یا نوحؑ نے اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل نہ کی ہو یا ابراہیمؑ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوا ہو یا موسیٰؑ نے فرعون پر غلبہ نہ پایا ہو یا عیسیٰؑ نے یہود پر فتح حاصل نہ کی ہو یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفت کے باوجود فتح و ظفر نے آپؐ کے قدموں کو نہ چُوما ہو۔ ان تمام انبیاءؑ کے زمانہ میں شیطان نے اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ خدائی جماعتوں پر حملہ کیا اور ہر قسم کے ذلیل ہتھیاروں سے اُس نے صداقت کو مٹانا چاہا مگر ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی نبی ہارا ہو اور شیطان جیتا ہو۔ بے شک نبیوں کو کہا گیا کہ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا (ابراہیم ع ۲) "ہم یقیناً تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم ہمارے مذہب کی طرف لوٹ آؤ گے۔" بلکہ انہیں یہاں تک دھمکی دی کہ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَھُوْا لَنَرْجُمَنَّکُمْ وَلَیَمَسَّنَّکُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (یٰسٓ ع ۲) "اگر تم نے اپنی تعلیم کو ترک نہ کیا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں دردناک عذاب پہنچائیں گے۔" مگر ان تمام دھمکیوں کے باوجود بلکہ ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کے باوجود جب نتیجہ نکلا تو یہی دکھائی دیا کہ کفر زمین پر اوندھے منہ گرا ہوا ہے اور صداقت اپنی کامیابی پر مسکرا رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کی مخالفت خدا تعالیٰ کی اُن مخفی تدابیر میں سے ایک بڑی اہم تدبیر ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے پیغام کو وسعت دیتا اور اس کے حلقہ اثر کو وسیع کرتا ہے۔ جب مخالفت کا طوفان اُمڈ آتا ہے تو لوگوں میں ایک تہلکہ مچ جاتا ہے اور سعید لوگ غور کرنے لگ جاتے ہیں کہ آخر یہ شخص کیا کہتا ہے اور اس کی کیوں مخالفت کی جاتی ہے اور جب وہ تحقیق کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سینوں کو کھول دیتا ہے اور وہ بھی صداقت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پس مخالفت انبیاء کی آواز لوگوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کانوں تک پہنچانے کا ایک زبردست ذریعہ ہے جس سے جھوٹے مدعیان ماموریت قطعی طور پر محروم ہو جاتے ہیں...... لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی مامور مبعوث ہوتا ہے تو بڑے کیا اور چھوٹے کیا اور عالم کیا اور جاہل کیا اور مرد کیا اور عورتیں کیا اور طاقتور کیا اور کمزور کیا سب کے سب مخالفت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر شخص جو اس پر تیر چلاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے مگر یہی مخالفت ایک طرف سعید الفطرت انسانوں کو مجبور کر کے انہیں کشاں کشاں اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف لے آتی ہے چنانچہ دیکھ لو۔ مکہ والوں کی شدید مخالفت ہی تھی جس نے حبشہ میں اسلام کا نام پہنچایا اور پھر یہی مخالفت تھی جس کے نتیجہ میں خود مکہ کے بڑے بڑے معاندین کے اپنے بیٹے اور بھائی اور رشتہ دار اسلام کی آغوش میں آ گئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جانیں قربان کرنے لگ گئے۔ باوجود اس کے کہ مکہ والوں نے انہیں ہر قسم کی اذیتوں کا تختہ مشق بنایا۔ انہیں پتھروں پر گھسیٹا گیا۔ انہیں تپتی ریت پر لٹایا گیا۔ ان کی عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر انہیں مارا گیا۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں۔ انہیں اپنے وطن سے بے وطن کیا گیا۔ ان کی ٹانگوں کو اونٹوں سے باندھ کر اور پھر اونٹوں کو مخالف اطراف میں دوڑا کر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا لیکن ان تمام تکالیف کے باوجود وہ پروانوں کی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد چکر لگاتے رہے اور آپ پر اپنی جانیں نچھاور کرتے رہے پس گو شیطان صداقت کا ازلی دشمن ہے اور اس کی کوشش ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ صداقت کا نام و نشان مٹ جائے مگر آخر شیطان ہی صداقت کی اشاعت کا ایک ہتھیار بن جاتا ہے اور بھولے بھٹکے انسانوں کو آستانۂ الوہیت کی طرف کھینچ لاتا ہے اسی لئے جَعَلْنَا کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اسی تدبیر کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ طریق ہم نے اپنی حکمت کاملہ سے خود پیدا کیا ہے۔ اور چونکہ یہ اعتراض پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا کہ ایک طرف تو وہ اپنے پیاروں کو مبعوث فرماتا ہے اور دوسری طرف دشمنوں کو ان پر کتوں کی طرح مسلط کر دیتا ہے اس لئے اس کا جواب یہ دیا کہ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا۔ تیرا رب لوگوں کو ہدایت دینے اور اپنے مامورین کی معجزانہ مدد کرنے کے لحاظ سے بڑا کافی ہے۔ یعنی بظاہر تو یہ مخالفتیں تمہیں قابلِ اعتراض نظر آتی ہیں لیکن انہی مخالفتوں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا ہادی اور نصیر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ جب مخالفت ترقی کرتی ہے تو جماعت کو بھی ترقی حاصل ہوتی ہے اور جب مخالفت بڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائیدات اور نصرتیں بھی بڑھ جاتی ہیں اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جب کوئی دوست یہ ذکر کرتے کہ ہمارے ہاں بڑی مخالفت ہے تو آپ فرماتے یہ تمہاری ترقی کی علامت ہے جہاں مخالفت ہوتی ہے وہاں جماعت بھی بڑھتی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۵۷۳ تا ۵۷۵)

الغرض قرآن حکیم کا یہ فیصلہ اور ربّ جلیل و قدیر کا یہ پر جلال و باطل شکن اعلان کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي کہ اللہ نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔ ہمیشہ سے سچا ثابت ہوتا چلا آ رہا ہے اور اس کے مطابق مخالفین حق و صداقت اپنی تمام تدبیروں، منصوبوں اپنے تمام سامانوں اور طاقتوں کے باوجود ناکام و نامراد ہوتے چلے آئے ہیں اور تباہ کن ذلت آمیز اور عبرت ناک انجام اُن کا مقدر ہوتا چلا آیا ہے اور مامورین الٰہی اور ان کی جماعتیں باوجود اپنی کم مائیگی بے سروسامانی اور قلت تعداد کے اپنے مشن میں کامیاب و کامران اور سرخرو ہوتی چلی آئی ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی قدرت اور تائید و نصرت کے جلوؤں سے اس رنگ میں نوازتا چلا آیا ہے کہ دل بے اختیار اس صداقت کی گواہی دینے پر مجبور ہے کہ سہ

[illegible]

ہفتہ تحریک جدید

یکم اخاء (اکتوبر) تا ۷ اخاء (اکتوبر) ۱۹۷۷ء

بمنظوری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جن جماعتوں کا چندہ تحریک جدید ۲۹ رمضان المبارک سو فیصدی وصول نہ کیا جا سکا ہو وہ یکم اکتوبر (اخاء) تا ۷ اکتوبر (اخاء) ۷۷ء ہفتہ تحریک جدید منائیں۔

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ ماہ اخاء (اکتوبر) وعدہ جات تحریک جدید کے سال کا آخری مہینہ ہوتا ہے۔ اس لئے بھرپور کوشش فرمائی جائے کہ مذکورہ ہفتہ میں تحریک جدید کے چندہ کی وصولی سو فیصدی عمل میں آ جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

چندہ مہمان خانہ جلسہ سالانہ

مہمان خانہ جلسہ سالانہ کی تعمیر کے لئے مندرجہ ذیل اضلاع کے ذمہ رقوم لگائی گئی تھیں: لاہور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، گجرات، جہلم، کیمبلپور، ملتان، ساہیوال، فیصل آباد، ڈیرہ غازی خان، جھنگ، ہزارہ، سکھر، جیکب آباد، لاڑکانہ، خیرپور، نواب شاہ، حیدرآباد، دادو، بدین، سانگھڑ، تھرپارکر، اور کراچی۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ "وسّع مکانک" کے الٰہی ارشاد کی تعمیل کے لئے جاری کردہ اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور جلسہ سالانہ کے قریب کے پیش نظر حتی الوسع نقد ادائیگی فرمائیں۔

تمام رقوم افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام امانت مہمان خانہ جلسہ سالانہ کھاتہ ۶۸۵۵/۲۷ میں جمع کرنے کے لئے بھجوائی جائیں۔ اور اس کی اطلاع افسر جلسہ سالانہ ربوہ کو بھجوائی جائے۔

(افسر جلسہ سالانہ)

اعلان دار القضاء

مکرم نذیر احمد صاحب احمدیہ ہال میگزین لین کراچی نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ طالعہ بی بی صاحبہ وفات پا چکی ہیں۔ میرے علاوہ مرحومہ کے درج ذیل وارثان بھی ہیں:۔

(۱) بشیر احمد صاحب محلہ دار الیمن ربوہ (۲) میر احمد درویش قادیان (۳) کلثوم بی بی صاحبہ باندھی سندھ۔

استدعا ہے کہ رقم مذکورہ ہم تمام وارثان میں حصص شرعیہ تقسیم کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیں۔ اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) مکرم میاں منظور احمد صاحب "بولان ریڈیو راولپنڈی" کو ایک حادثہ میں سر اور ناک پر شدید چوٹیں آئی ہیں۔ پولی کلینک ہسپتال اسلام آباد میں زیر علاج ہیں۔ قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد کامل صحت سے نوازے۔ آمین

(محمد یوسف ناصر واقف زندگی انسپکٹر تحریک جدید راولپنڈی)

(۲) خاکسار کی نند محترمہ امۃ النصیر اہلیہ صالح الشبیبی صاحب انڈونیشیا سے اچانک بغرض علاج یہاں لندن میں تشریف لائی ہیں۔ احباب ان کی مکمل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(مسز پروین رفیع احمد۔ لندن)

(۳) مکرم ناصر احمد صاحب ظفر سیکرٹری مالی رسالپور چھاؤنی کو قریباً ڈیڑھ ماہ سے گردے کے درد میں مبتلا ہے۔ اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے قارئین کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

قائدین کرام سرائے خدمت کی وصولی کیلئے خصوصی جدوجہد فرمائیں (قائد مال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسجد مبارک ربوہ میں درس قرآن عظیم کا دور مکمل ہوگیا

آخری سورۃ کا درس حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے دیا اور پُرسوز اجتماعی دعا کرائی

ہزارہا احباب نے اِس مُبارک تقریب میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی

مسجد مبارک ربوہ میں یکم رمضان المبارک سے پورے قرآن پاک کا جو خصوصی درس نظارت اصلاح وارشاد کے زیرِ اہتمام ہو رہا تھا وہ بتاریخ ۲۹ رمضان المبارک (۱۴ ستمبر ۱۹۷۷ء) اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہوگیا آخری سورۃ کا درس خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر دیا جس کے بعد نہایت رِقّت اور تضرع سے معمور لمبی اجتماعی دعا ہوئی جس میں ہزارہا مردوں اور عورتوں نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

امسال اِس خصوصی درس میں جن علمائے کرام نے حصّہ لیا ان میں علی الترتیب مکرم مولانا سید احمد علی صاحب، مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب، مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب، مکرم مولوی عبد العزیز صاحب بنگالی، مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب، مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد، مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل، مکرم مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب، مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر، مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر اور مکرم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی شامل ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قبل از نماز عصر چار بجے مسجد مبارک میں تشریف لا کر درس کا آغاز فرمایا جو کم وبیش ایک گھنٹہ تک جاری رہا حضور نے سورۃ الناس کی نہایت پُر معارف تفسیر کرتے ہوئے اِس سورۃ کا سورہ فاتحہ کے ساتھ جو نہایت گہرا ربط اور لطیف تعلق ہے اسے واضح فرمایا اور احبابِ جماعت کو ان کی ان عظیم اور نازک ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی جو مہدی موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے اور وآخرین منھم کا مصداق ہونے کی وجہ سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کے تمام مرد، عورتیں، بچے اور بڑے سب دعاؤں پر خاص زور دیں اور اپنی زندگیوں کو قرآن مجید کے احکام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

آخر میں حضور نے لمبی اجتماعی دعا کرائی جس میں حاضر الوقت تمام احباب نے جو کہ ہزارہا کی تعداد میں موجود تھے شامل ہونے کی توفیق پائی۔ اجتماعی دعا سے قبل حضور نے جو دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی اس میں اسلام کی ترقی اور غلبہ کے علاوہ پاکستان کی ترقی خوشحالی اور استحکام کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ نہایت خشوع وخضوع اور درد والحاح کے ساتھ اجتماعی دعا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

ربوہ میں عید الفطر کی مُبارک تقریب

(بقیہ صفحہ اول)

اور رحمتی وسعت کل شیء (الاعراف) وغیرہ ان کی بناء پر ہم اپنے خدا پر کامل توکّل رکھتے ہوئے یہ امید رکھتے ہیں کہ اِس دفعہ ماہ رمضان میں ہمیں تھوڑی بہت جن دعاؤں اور عبادات کی توفیق ملی ہے انہیں قبول کرے اور اپنی رضا کی جنت میں اِس دُنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی ہمیں داخل کرے۔

حضور نے فرمایا ہمیں یقین ہے کہ انسان اگر ایک لحظہ کے لئے بھی خدا سے تعلق توڑ دے تو اس کے لئے یقینی ہلاکت ہے لیکن ساتھ ہی ہم اس یقین پر بھی قائم ہیں کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ جانثاری کا تعلق قائم رکھے تو وہ کامل قدرتوں والا خدا اپنی غیر معمولی قدرتوں اور اپنے فضلوں کے نظارے ہمیں ہماری ان زندگیوں میں ہی دکھلا دیتا ہے اسی لئے ہم یہ امید بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ عید کا دن واقع میں ہمارے لئے خوشی کا دن ہے۔ اس کے جو غیر معمولی فضل ہماری جماعت پر ہو رہے ہیں انہیں دیکھ کر ہمارے حوصلے بلند ہوتے ہیں اور ہم اِس یقین پر قائم ہو جاتے ہیں کہ جو عظیم کام اسی زمانہ میں اس نے ہمارے سپرد کیا ہے ہم اس میں انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے اور وہ دن ضرور آئے گا جبکہ ساری دُنیا سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اپنے لئے حقیقی خوشی اور راحت واطمینان کے سامان پیدا کرے گی اور ہمارا قدم شاہراہِ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ زمانہ اس مہدی کا زمانہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم روحانی فرزند ہے یہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی بشارات کے مطابق ایک ہزار سال تک ممتد ہے یہ ہزار سال ہمارے لئے نیکی، تقویٰ اور روحانیت میں ترقی کرنے کا زمانہ ہے ہمیں اِدھر اُدھر دیکھنے کی بجائے اپنے خدا پر کامل امید اور توکّل رکھتے ہوئے وہ سب کچھ نسلاً بعد نسلٍ پیش کرتے چلے جانا چاہیئے جو ہمارا خدا ہم سے مانگتا ہے اور وہ سب کچھ حاصل*

*کرنا چاہیئے جو وہ ہمیں دینا چاہتا ہے وہ ہمیں ایسی غیر محدود نعماء دینا چاہتا ہے جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن ان نعماء کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جو کوشش اور جدوجہد ہمارے لئے ممکن ہے وہ ہم سب پیش کریں مگر ایسا کرنا بھی بجز دعا کے ناممکن ہے اس لئے دعا کرو اور بہت دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق بخشے۔

آخر میں حضور نے فرمایا اب میں اِس دعا پر اِس خطبہ کو ختم کرتا ہوں کہ اِس رمضان میں خدا نے ہمیں جن دعاؤں اور عبادات کی توفیق دی ہے ان کا سلسلہ اِس عید سے لے کر اگلی عید تک بھی برابر ہمیں قائم رکھنے کی توفیق بخشے اور ہم اس کے جلال کے جلوے اور اسکے جمال کی چمکاریں ہمیشہ دیکھتے چلے جائیں اور ہم اس کے حسن واحسان کے جلووں سے گھائل ہو کر اس کی رضا اور خوشنودی کی حقیقی خوشی اور مسرت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں آمین۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور پھر جملہ حاضرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔

بیرونی ممالک اور مڈل ایسٹ میں

اگلے چار سال میں ۲۰ ہزار راج (MASON) کی ضرورت ہوگی ہم آپ کو مکمل راج (MASON) بنائیں گے۔ مدت کورس ۲½ ماہ۔ کورس مکمل فیس ۳۰۰/- روپیہ۔ داخلہ جاری ہے۔

احمدی احباب کے لئے فیس میں ۱۰ فیصد رعایت

نسیم سٹیل فکسر شٹرنگ کارپینٹر بلڈنگ پلمبر پائپ فٹر راج ٹریننگ سنٹر

اندرون موچی دروازہ۔ لاہور

اخبارِ احمدیہ

(بقیہ صفحہ اول)

بے ساختہ دعا کی طرف جھکتی ہے اور نہایت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ خدا کی طاقت سے طاقت اور اس کی قوت سے قوت حاصل کرنے کے لئے بے تاب رہتی ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا درحقیقت توحید فی الاعمال کا پہلا زینہ ہی دعا ہے جس سے انسان اپنی محدود طاقت سے خدا کے غیر محدود فضلوں کا طلب گار ہوتا ہے ہماری جماعت کے ہر اس فرد کو جو کہ اپنے تئیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہدیؑ کی طرف منسوب کرتا ہے یہ چاہیئے کہ وہ ہر چیز اپنے خدا سے ہی مانگے اور اس کا ہر چھوٹا یا بڑا کام دعا سے ہی شروع ہو تاکہ خدا تعالیٰ اس کے تھوڑے کو بھی زیادہ کر دے اور اس کی غفلت اور کمزوری کو بیداری اور طاقت سے بدل کر اسے اپنے غیر محدود فضلوں کا وارث بنائے آمین۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴